اللہ تعالیٰ کی صفات اور ان کے جلوے غیر محدود ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶؍ جولائی ۱۹۷۶ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

ہم اس کامل اللہ پر ایمان لاتے ہیں جسے قرآن عظیم نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ قرآن عظیم کے ذریعہ انسان نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں حقیقی علم حاصل کیا اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم قرآن دیا گیا ہے چنانچہ اگر ہم آپ کی کتب پڑھیں تو ہمیں خدا تعالیٰ کی ذات وصفات کے بارے میں بڑا ہی علم حاصل ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے جو اللہ پیش کیا ہے جس پر ایمان لانا ضروری ہے وہ خدائے واحد و یگانہ بے انتہا قدرتوں کا مالک ہے۔ اس کی قدرتوں اور حکمتوں کی کوئی انتہا نہیں اور چونکہ اس کی قدرتوں کی انتہا نہیں۔ اس لئے انسان کے بس میں یہ نہیں ہے کہ اس کی قدرتوں کا احاطہ کر سکے۔ انسانی علم الٰہی قدرتوں کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات غیر محدود ہیں اور ان صفات کے جلوے بھی غیر محدود ہیں اور خدا تعالیٰ کی جو بھی مخلوق ہے اس کے اندر ایک صفت اللہ تعالیٰ نے یہ پیدا کی ہے کہ وہ اس کی ازلی ابدی صفات کا اثر اور ان کے غیر محدود جلوؤں کا اثر قبول کرے۔ ہر مخلوق کے اندر یہ صفت پائی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا ان غیر محدود صفات اور آثار الصفات (یعنی ان صفات کا جو اثر ہوتا ہے اس کو ہم جلوہ بھی کہتے ہیں اثر کی جمع آثار ہے) کے اثر کو قبول کرنے کی خاصیت ہر مخلوق میں پیدا کی گئی ہے چھوٹی میں بھی اور بڑی میں بھی۔

پس اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلوے غیر محدود ہیں اور ان کی حد بست نہیں کی جاسکتی اور ہر مخلوق خدا تعالیٰ کی ازلی ابدی صفات کا اثر قبول کر رہی ہے اس لئے خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سے ہر ایک میں جو خاصیتیں پائی جاتی ہیں ان پر انسانی علم احاطہ نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خشخاش کے دانے کی مثال دی ہے اور ہمیں بتایا ہے کہ اگر ساری دنیا کے سائنسدان اکٹھے ہو کر خشخاش کے دانے پر تحقیق کرتے چلے جائیں تو کسی جگہ وہ اس مقام پر نہیں پہنچیں گے کہ وہ یہ کہیں کہ خشخاش کے دانے کی تمام خصوصیتوں پر ہماری تحقیق اور تجربے اور فہم نے احاطہ کر لیا ہے۔ یہ کوئی فلسفہ یا دقیق بات نہیں ہے بلکہ جب ہم دنیا کی تاریخ پر، انسان کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ حقیقت بڑی واضح ہو کر ہمارے سامنے آجاتی ہے کیونکہ جب سے انسان نے علم کے میدان میں تحقیق کے گھوڑے دوڑانے شروع کئے ہیں اس وقت سے انسان آگے ہی آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ مجموعی طور پر بھی انسان یہ نہیں کہہ سکتا اور نہ ان میں سے کسی عقلمند نے دعویٰ کیا کہ ہم نے اپنے علم اور اپنے تجربہ اور اپنے مشاہدہ اور اپنے فہم سے خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا احاطہ کر لیا ہے۔ نہ کوئی یہ کہہ سکا ہے اور نہ کہہ سکتا ہے کیونکہ جس دن انسان اس غلط مقام پر کھڑا ہوا اس نے اپنے اوپر علم کے دروازے بند کر لئے۔ جب سب کچھ اسے مل گیا تو آئندہ کچھ ملنے کی امید باقی نہیں رہی حالانکہ اجتماعی لحاظ سے انسانی زندگی اسی امید پر قائم ہے کہ اس کا علم ترقی کرے گا۔ آج سے سو سال پہلے اگر کوئی یہ بات کہتا کہ بعض ایٹموں میں اس قدر طاقت ہے کہ وہ سینکڑوں میل کے علاقوں سے زندگی کو تباہ کر سکتے ہیں یا انسان کی خدمت بہت بڑے پیمانے پر کر سکتے ہیں تو لوگ ہنستے اور کہتے کہ یہ پاگل ہو گیا ہے لیکن یہ پاگل کہنے والے وہ لوگ ہوتے جو یہ سمجھتے کہ ایٹم کے متعلق ہماری تحقیق اور ہمارا علم اور ہمارا مشاہدہ مکمل ہو چکا ہے۔ ان پاگل کہنے والوں کے باوجود انسانی دماغ نے علم کے میدان میں اپنی کوشش اور اپنی جہد وجہد کو قائم رکھا اور ایٹم کے اندر جو طاقت چھپی ہوئی تھی اس کو باہر نکالا۔ انسان نے اس کو صحیح یا غلط استعمال کیا! یہ اس وقت میرے زیر بحث نہیں ہے لیکن بہرحال وہ طاقت انسان کے علم میں آگئی جو ان باریک سے ذروں کے اندر چھپی ہوئی تھی۔ پچھلے سو سال میں بے شمار میدانوں میں، بے شمار پہلوؤں سے انسانی علم نے ترقی کی ہے اور

آئندہ صدی میں وہ اس سے بھی زیادہ ترقی کرے گا۔علم کا دروازہ نوع انسانی کی کسی نسل پر بھی بند نہیں ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یہ اس وجہ سے ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی صفات کے مطابق اس عالمین میں کام کر رہا ہے اور خدا تعالیٰ کی صفات غیر محدود ہیں اور ان صفات کے جلوے غیر محدود ہیں اور ہر چیز میں یہ خاصیت ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفات سے اثر پذیر ہو اور ان کا اثر قبول کرے۔

خدا تعالیٰ کی صفات کے جلوؤں کا نام ہی آثار الصفات ہے اور آثار الصفات کا نام سنت اللہ ہے اور اسی کو ہم قانون الٰہیہ یا قانون قدرت کہتے ہیں۔قانون قدرت پر احاطہ کرنا انسان کے لئے ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ انسان خواہ کس حد تک ترقی کرتا چلا جائے اس کا علم محدود ہوگا اس کا مشاہدہ محدود ہوگا اور اس کا فہم محدود ہوگا لیکن خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور حکمتوں کی کوئی انتہا نہیں۔ان کی حد بست نہیں کی جاسکتی اگر یہ حقیقت ہے اس مخلوق کی کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفات کے اثر کو ہمیشہ قبول کرتی رہی ہے اور کرتی رہے گی اور اگر یہ حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات اثر انداز ہوتی ہیں اور مؤثر بنتی ہیں اور اگر یہ حقیقت ہے (اور یہ حقیقت ہے) کہ خدا تعالیٰ کی ازلی ابدی صفات لامحدود اور لا متناہی ہیں اور آثار الصفات بھی لامحدود اور غیر متناہی ہیں تو قانون قدرت کی حد بست کرنا اور اس کو اپنے احاطۂ علم میں لے آنا انسان کے لئے ممکن نہیں ہے اور چونکہ یہ ممکن نہیں ہے اس واسطے کسی کام کے متعلق کسی واقعہ کے متعلق کسی پیشگوئی کے متعلق یا کسی معجزہ کے متعلق انسان کا یہ کہہ دینا کہ ایسا نہیں ہوسکتا یا ایسا نہیں ہوا ہوگا کیونکہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے یہ غلط ہے۔اس لئے کہ قانون قدرت کا تو انسان احاطہ ہی نہیں کرسکتا۔خدا تعالیٰ کی صفات اور اس کی صفات کے آثار یعنی مخلوق میں جو ان کا اثر پیدا ہوتا ہے وہ غیر متناہی ہے چونکہ قدرت الٰہیہ کا جسے ہم قانون قدرت کہتے ہیں اس لئے احاطہ نہیں ہوسکتا کہ وہ غیر متناہی ہے تو قانون قدرت کا جو تھوڑا سا علم انسان کو ملا ہے اس میں دنیا کے پچھلے اور اگلے واقعات کو باندھنے کا دعویٰ کر دینا جنون کی کیفیت ہے عقلمندی کی کیفیت نہیں۔دنیا نے خصوصاً آج کی دنیا نے نہ صرف یہ کہ معجزہ کا دروازہ (کہ اللہ تعالیٰ انسانی مشاہدہ سے باہر اپنی قدرتوں کا اظہار کرسکتا ہے یا نہیں) آئندہ کے متعلق بند کیا بلکہ جو پچھلے معجزات

اللہ تعالیٰ نے دکھائے تھے ان کے ماننے سے بھی انسان کی کم فہمی اور کم عقلی نے انکار کر دیا۔ ہم جو قرآن عظیم پر ایمان رکھتے اور اس زمانہ میں قرآن کریم کی حکمتوں کو سمجھنے کی اپنے رب سے توفیق پانے والے ہیں ہم خدا تعالیٰ کے قانون کو اس کے آثار الصفات کو غیر محدود سمجھتے ہیں اور ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ انسان کا ناقص علم قانون قدرت کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے عملی زندگی کے دو زبردست دروازے کھولے ہیں اور اس تمہید کے بعد میں اس کی طرف ہی اپنے احمدی بچوں اور نوجوان طالبعلموں کی توجہ پھیرنا چاہتا ہوں۔

ایک یہ کہ جس نے تو یہ سمجھ لیا کہ قانون قدرت پر انسانی علم نے احاطہ کر لیا ہے اس کے لئے تعلیم کے میدان میں آگے بڑھنا ذہنی طور پر مشکل ہو جاتا ہے یہ الجھن پیدا ہو جاتی ہے کہ جب جو کچھ حاصل کرنا تھا وہ ہو چکا تو اب ہم کیا کریں۔ رٹا لگائیں، پچھلوں نے جو کہا تھا اس کو اپنے حافظہ میں محفوظ رکھیں؟ یہ تو علم نہیں ہے عربی کی اصطلاح میں بھی اسے علم نہیں کہتے بلکہ علم کے اصطلاحی معنی ہیں وہ نور فراست جو اندھیروں میں اجالا پیدا کر دے۔ اس واسطے رٹہ لگانے یا پچھلوں کے مشاہدات کو ازبر حفظ کر لینے کا علم سے کوئی تعلق نہیں بلکہ پچھلوں کے مشاہدات سے فائدہ اٹھا کر اپنے لئے نئی راہ کھولنے کی کوشش کرنا اور خدا تعالیٰ کی توفیق سے کامیاب ہو جانا یہ علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے احمدی نوجوانوں کو احمدی طلباء کو بڑا ذہن دیا ہے۔ ان کو یہ بات نہیں بھولنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت اور اس کے قوانین قدرت اور آثار الصفات میں سے ایک چھوٹا سا حصہ انسان نے ابھی تک علمی رنگ میں حاصل کیا ہے اور بہت بڑا اچھپا ہوا علم اس وقت موجود ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات کے آثار تو ہر وقت ظاہر ہو رہے ہیں اس کی صفات ہر وقت جلوہ گر ہوتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی مخلوق ہر روز ان صفات سے نئے اثرات قبول کر رہی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی صفات کے جلوؤں میں اثر پیدا کرنے کی طاقت ہے وہ تو قادرِ مطلق ہے اسے جو چیز پسند ہو وہ ظاہر ہو جاتی ہے۔

اسلام نے ہمیں جو چیز سکھائی ہے وہ بڑی عجیب ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر مخلوق میں، ہر چیز جو اس نے پیدا کی ہے اس میں ایک خاصیت یہ رکھی ہے کہ وہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی

صفات کا اثر قبول کرتی رہی ہے، قبول کرتی ہے اور قبول کرتی رہے گی۔ اسی واسطے میں نے کئی دفعہ بغیر تفصیل میں جانے کے یہ کہا کہ ہر سال ہم گندم کے جو دانے کھاتے ہیں وہ پچھلے سال کی نسبت اس لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں کہ اس سال کے دوران پہلے کے مقابلہ میں ان گندم کے دانوں نے پتہ نہیں کتنے غیر محدود آثار صفات باری سے اثر قبول کیا ہے اور آگے پھر انہوں نے اثر کرنا ہے ہمارے جسم پر، اثر کرنا ہے ہمارے ذہن پر اور ہمارے اخلاق پر اور ہماری روحانیت پر۔ کیونکہ کھانے کا اثر بھی اس دنیا میں ان سب چیزوں پر پڑتا ہے جو بظاہر اس کے ساتھ تعلق نہیں رکھتی لیکن تعلق رکھتی بھی ہیں۔ مثلاً بزدلی ہے اس کا تعلق تو اخلاق سے ہے یعنی گرے ہوئے اخلاق سے لیکن جن لوگوں نے اپنے جسم کی صحیح اور پوری نشوونما حاصل نہیں کی ان میں سے بہت سے جسمانی کمزوری کے نتیجہ میں احساس بزدلی میں ملوث ہو جاتے ہیں اور اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ بزدلی غیر مادی چیز ہے اور کھانا مادی چیز ہے اور ہمارے جسم بھی مادی چیز ہیں۔ بہرحال یہ ایک لمبا مضمون ہے اور آپ کے سامنے اس کی مثالیں آتی رہتی ہیں۔

پس ہمیں یعنی جماعت احمدیہ کے افراد کو اپنے حواس کو جو کہ علم حاصل کرنے کے دروازے ہیں کھلا رکھنا چاہیئے تا کہ علم کی روشنی انسان کے وجود کے اندر ہر آن داخل ہوتی رہے۔ اس وقت میں خصوصیت سے نوجوانوں کو کہہ رہا ہوں ورنہ میرا عقیدہ بھی یہی ہے اور میرا مشاہدہ بھی یہی ہے کہ انسان ساری عمر ہی علم سیکھتا ہے اور طالب علم رہتا ہے لیکن خاص طور پر جو طالب علم کی زندگی ہے وہ طالب علم کی زندگی کہلاتی ہے لیکن اصل میں علم کا حصول تو انسان مرتے دم تک کرتا ہے یا اس کو کرنا چاہیئے اور جماعت تو ایسا کرتی ہے ان کے لئے نئے سے نئے علم سیکھنے کے مواقع پیدا ہوتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور اس کے نشانات کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ہر علم خدا تعالیٰ کی ذات سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ ہر چیز کی خصوصیتیں اور خواص دراصل آثار صفات باری ہیں۔

دوسرا دروازہ جو اس حقیقت زندگی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے کھولا ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ غیر متناہی قدرتوں کا مالک ہے اس لئے کوئی چیز اس کے حضور انہونی نہیں

ہے اور ہماری زندگی میں بالکل قطعاً کوئی ایسا لمحہ نہیں آتا کہ ہمیں یہ کہنا پڑے کہ اب تو ہمارا خدا بھی ہماری مدد کو نہیں آسکتا۔ یہ کفر، شرک اور ہلاکت کا خیال ہے اگر کسی کے دماغ میں آئے۔ خدا محفوظ رکھے۔ مَیں کئی دفعہ اس کی مثالیں دیتا رہتا ہوں۔ اس وقت میں مثال تو نہیں دوں گا لیکن یہ حقیقت میں نے بیان کر دی ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور کوئی چیز انہونی نہیں ہے اور چونکہ کوئی چیز اس کے حضور انہونی نہیں بلکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے سوائے اس چیز کے جو اس کی صفات کے اور اس کے تقدس کے خلاف ہو یا اس کے وعدہ کے خلاف ہو یا مثلاً دعا کرنے والے کے اپنے مفاد کے خلاف ہو۔ کیونکہ بعض دفعہ انسان خود اپنا فائدہ نہیں سمجھتا لیکن خدا سمجھ رہا ہوتا ہے اس لئے جو دعا کی جاتی ہے وہ قبول نہیں ہوتی بلکہ اس سے بہتر رنگ میں خدا اس کی دعا کو قبول کر لیتا ہے۔

پس دوسری چیز جو ہمارے سامنے آتی ہے وہ قبولیت دعا ہے اور مایوسی کا قطعاً فقدان۔ کسی احمدی کے دل میں کبھی یہ مایوسی پیدا نہیں ہوسکتی کہ ہمارا رب کسی وقت کسی چیز کے کرنے پر قادر نہیں ہوگا۔ اگر ہم تدبیر کو جو اسی کی بتائی ہوئی ہے اپنی انتہا تک پہنچائیں گے اور اگر ہم دعا کو جو اس کے حضور الحاح کے ساتھ اس کی رحمت کو جذب کرنے کا ایک ذریعہ ہے اس کی انتہا تک پہنچائیں گے تو ہماری تدبیر اور ہماری دعا کا جو سانجھا نتیجہ نکلے گا وہ بہترین کامیابی اور فلاح ہے۔

اس زمانہ میں جبکہ ایک دنیا خدا سے دور ہٹی ہوئی ہے اور اس سے پرے جارہی ہے جس جماعت پر اللہ تعالیٰ نے یہ فضل کیا ہو کہ اس کو ان باریکیوں میں جا کر خدا تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق علوم حاصل کرنے کے مواقع میسر آ گئے ہوں اور اس کے نتیجہ میں علم کے حصول کا اور علمی میدانوں میں آگے بڑھنے کا شوق ان کے دلوں میں پیدا ہو رہا ہو اور وہ اپنی زندگیوں میں دعاؤں کی قبولیت کے نشان دیکھنے والے ہوں اتنے بابرکت زمانہ میں اگر وہ جماعت یا اس کے بعض افراد فائدہ نہ اٹھائیں تو ان سے زیادہ بدبخت اور بدقسمت کوئی نہیں ہوگا۔ ہم نے جو دعا اور تدبیر کرنی ہے وہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق انسانی فلاح اور بہبود کے لئے کرنی ہے۔ ہمیں اسلام میں یہ کہا گیا ہے کہ ایک مسلمان دل کسی سے بغض اور حسد اور کینہ اور

دشمنی نہیں رکھتا بلکہ وہ ہر ایک کی خیر خواہی اور بھلائی چاہتا ہے اور ایک دل جو ہر ایک کی خیر خواہی اور بھلائی چاہنے والا ہے اور اسے یہ بھی علم ہے کہ تدبیر اور دعا کے ساتھ اپنے اس مقصد کو وہ بہترین صورت میں حاصل کر سکتا ہے اگر وہ پھر بھی اس میں کوتاہی کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے لیکن کوتاہی کیوں کرے! جماعت خدا کے فضل سے بحیثیت جماعت ان باتوں میں کوتاہی کرنے والی نہیں ہے۔

میں چونکہ چند دنوں تک دنیا کے بعض ایسے حصوں میں سفر کرنے والا ہوں جو پاکستان سے باہر ہیں اس لئے آج میں بعض دعاؤں کی طرف خصوصیت سے توجہ دلانا چاہتا ہوں (میں نیچے سے اوپر جاؤں گا)۔

اول اپنے نفس کے متعلق دعا کرنی چاہیئے وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ (بخاری کتاب الصّوم) اور نفس کے لئے اگر صحیح رنگ میں دعا کی جائے تو وہ بنیاد بن جاتی ہے۔ ہر شخص جب اپنے نفس کے لئے دعا کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک درد پیدا ہوتا ہے کئی پریشانیاں جب دعا کرتے وقت سامنے آتی ہیں کئی ضرورتیں جب دعا کرتے وقت سامنے آتی ہیں تو ایک جذب پیدا ہوتا ہے۔

پھر اپنے نفس سے اٹھو اور پھر زیادہ دعائیں اپنے ماحول کے متعلق، اور زیادہ دعائیں اپنے ملک کے متعلق کرو میں نے پہلے بھی کہا ہے اور یہ کہتے ہوئے میں تھکوں گا نہیں کہ ہمارے ملک کی ہم پر جو دعا کی ذمّہ داری ہے وہ اس نوعیت کی ہے کہ دوسرے شاید اس کی اہمیت کو اتنا نہ سمجھتے ہوں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم انتہائی شدت کے ساتھ یہ احساس رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کو اپنے ملک کی خیر خواہی اور بھلائی کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ اپنے ملک کے استحکام اور بہبود کے لئے اور فتنہ و فساد سے ملک کے بچنے کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ جب سے انسان ملک ملک میں بسنا شروع ہوا اور رہنے لگا ہے اس وقت سے ہر ملک کو کوئی نہ کوئی پریشانی، کوئی پرابلم (Problem) کوئی الجھن اور کوئی مسئلہ رہتا ہے۔ ہماری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کے تمام مسائل ایسے رنگ میں حل کر دے کہ تمام اہل ملک، اہل پاکستان کے لئے خیر اور خوبی کے سامان پیدا ہو جائیں۔

لیکن اسلام محض ایک ملک سے تو تعلق نہیں رکھتا بلکہ وہ نوع انسانی سے تعلق رکھتا ہے ملک ملک کی اکائیاں مل کر بین الاقوامی معاشرہ پیدا کرتی ہیں اور بین الاقوامی معاشرہ کے اندر بہت اصلاح کی ضرورت ہے جیسا کہ ہر بیدار مغز انسان جانتا ہے دنیا میں کبھی کسی جگہ فساد پیدا ہو رہا ہے اور کبھی کسی جگہ فساد پیدا ہو رہا ہے اور انسان کو یہ مسئلہ ابھی سمجھ میں نہیں آیا کہ ایک خاندان اور ایک برادری کی طرح زندگی اور معاشرہ کو قائم کرکے ان تمام مسائل کو حل کرنا چاہیئے بلکہ جس وقت انسان بین الاقوامی سطح پر اٹھا تو اس نے اپنے لئے نیشنلزم سے زیادہ مسائل پیدا کر لئے۔ ہماری یہ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انسان کو بحیثیت انسان یہ توفیق دے کہ وہ ایک دوسرے سے پیار کرنے لگے۔ پیار نہ ہونے کی وجہ سے اور ایک دوسرے سے پیار نہ کرنے کے نتیجہ میں دنیا میں خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں اور بعض جگہ کبھی افریقہ میں، کبھی امریکہ کے بعض حصوں میں، کبھی یورپ میں، کبھی ایشیا میں، کبھی جزائر میں انسان دکھی ہو جاتا ہے۔ دنیا میں جہاں بھی انسان دکھی ہوتا ہے میں اپنے آپ پر بھی قیاس کرتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ ہر احمدی کا دل دکھی ہو جاتا ہے اور اسے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ ان کے دکھوں کو دور کرنے کا ہمارے پاس اور کوئی مداوا نہیں سوائے اس کے کہ ہم ان کے دکھوں کے دور ہونے کے لئے اپنے خدا کے حضور جھکیں اور اس سے دعائیں کریں۔ احمدیوں کو دعا کے میدان میں بین الاقوامی سطح پر انسان کے لئے بحیثیت انسان دعائیں کرنی چاہئیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا تھا کہ آخری زمانہ میں نوع انسانی ایک خاندان بن کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے گی۔ ہم احمدی یہ یقین رکھتے ہیں کہ یہی وہ زمانہ ہے۔ پس ہمارے اوپر بڑی ذمہ داریاں ہیں اور دنیوی اور مادی لحاظ سے ہم بڑے کمزور اور بے بس اور بے سہارا ہیں لیکن وہ جس نے کہا ہے کہ ایسے اوقات میں میرا سہارا لینا وہ بڑی قدرتوں والا اور بڑی طاقتوں والا اور زبردست بادشاہت والا اور اپنے عظیم عزم کا مالک ہے اور اس دنیا میں اسی کا امر اور حکم چلتا ہے لیکن اس رنگ میں اس کا حکم چلانے کے لئے جس کے متعلق کہ اس کے وعدے ہیں اس نے ہم پر کچھ ذمہ داریاں ڈالی ہیں اگر ان ذمہ داریوں کو ہم ادا نہ کریں تو وعدے تو پورے ضرور ہوں گے لیکن کچھ اور نسلیں آئیں گی کچھ اور قومیں

آئیں گی جوان وعدوں کو پورا کرنے کے لئے قربانیاں دیں گی اور خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی نعمتوں کی وارث بنیں گی لیکن اور کیوں بنیں ہم کیوں نہ بنیں؟ اس لئے ہمیں ہماری اس نسل کو اور ہماری آنے والی نسلوں کو یہ دعائیں کرنی چاہئیں (خدا تعالیٰ توفیق دے) کہ خدا تعالیٰ کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ وعدہ کہ نوع انسانی کا دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن واحسان کے لئے جیتا جائے گا اور نوع انسانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے گی ہماری زندگیوں میں ہمارے زمانہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ان حقیر کوششوں کے نتیجہ میں جن کی توفیق ہم خدا سے پائیں اور جن کی قبولیت ہماری کوششیں خدا تعالیٰ سے حاصل کریں یہ وعدہ پورا ہو اور یہ انقلاب آ جائے۔ یہ انقلاب اتنا عظیم ہے کہ اگر کوئی احمدی یہ خیال کرے کہ وہ اپنے زور اور اپنی عقل اور فراست سے ایسا انقلاب لا سکتا ہے تو وہ پاگل ہے۔ خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہی اس عظیم انقلاب کے لانے کا موجب ہو گی لیکن خدا تعالیٰ کی اس رحمت اور اس فضل کو جذب کرنے کے لئے ہمیں دعائیں بھی کرنی پڑیں گی، ہمیں قربانیاں بھی دینی پڑیں گی اور ہمیں خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی پیار سے دل جیتنے کی تدابیر کو بھی اختیار کرنا پڑے گا۔

خدا تعالیٰ سے یہ دعا بھی کریں جو کہ دراصل پہلی دعا کے ضمن میں ہی آتی ہے کہ اب ملک ملک کے لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے ہیں وہ ہزار ہا میل دور ہیں چار ہزار میل دور، پانچ ہزار میل دور، دس ہزار میل دور۔ تربیت کے مواقع ان کے لئے کم ہیں۔ ایک ایمان کا جذبہ ہے ایک محبت ہے جو ان کے اندر موجود ہے لیکن ہر جذبہ اپنی نشوونما کے لئے کچھ تدبیر مانگتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے لئے کچھ کیا جائے۔ اس چیز کی کمی ہے۔ خدا تعالیٰ ان کے لئے ایسے سامان پیدا کرے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں کے لئے اسوۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ بنیں اور اس طرح پر وہ لوگوں کی توجہ اُس حسن اور اس احسان کی طرف کھینچنے والے ہوں جس حسن اور احسان نے حقیقتاً نوعِ انسانی کے دل کو اپنی طرف کھینچ کر ایک انقلاب عظیم بپا کرنا ہے وہ حسن اور وہ احسان جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن واحسان ہے کہ جس سے بڑھ کر کہیں اور نوع انسان میں آدمؑ سے لے کر آج تک ہمیں نظر نہیں آیا۔ پس وہ لوگ بھی بہت دعاؤں کے

مستحق ہیں ان لوگوں کی بڑی قربانی ہے ان کا اپنا ایک ماحول ہے وہ گندہ ہے، خراب ہے جو کچھ بھی ہے لیکن وہ اس ماحول کی پیداوار ہیں اس میں سے وہ نکلے ہیں اور وہاں سے اُنہوں نے اپنے قد اُٹھائے ہیں لیکن خدا اور رسول کی خاطر اُنہوں نے اس ماحول کو چھوڑا ہے ایک جذبہ کے ساتھ ایک ایمان کے ساتھ اُنہوں نے اپنے اس گندے ماحول کو چھوڑا ہے۔ خدا کرے کہ ان کو تربیت کے ایسے سامان مل جائیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں اور خدا کی نگاہ میں وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں شامل ہونے والے ہو جائیں۔ وہ لوگ بڑی قربانیاں دے رہے ہیں۔

پھر میں ایک مسجد کا افتتاح بھی کروں گا گوٹن برگ میں بڑی خوبصورت مسجد بنی ہے اس کی بنیاد پچھلے سال رکھی گئی تھی اب وہ مکمل ہو چکی ہے اور انشاء اللہ ۲۰؍اگست کو اس کا افتتاح ہوگا یہ سب باہر والوں کی مالی قربانیوں کا نتیجہ ہے وہ لوگ وقت بھی دیتے ہیں۔ اس قدر کام ہو رہا ہے ہمارے پاس تو اس کے مطابق باہر جا کر تبلیغ کرنے والے مبلغ بھی نہیں ہیں۔ اس وقت بیسیوں کی تعداد میں رضا کار مبلغ اور آنریری مبلغ جماعت کو مل رہے ہیں اور وہ محبت کے جذبہ کے ساتھ بلکہ محبت سے بھی بڑھ کر لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعرآء:۴) کے مطابق بخع کے جذبہ کے ساتھ اپنے ماحول میں خدائے واحد و یگانہ کی طرف لوگوں کو بلا رہے ہیں اور توحیدِ خالص کے قیام کے لئے کوششیں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول کرے اور اپنی رحمتوں سے انہیں نوازے۔

علم کے میدان میں جماعت کو صحیح اور حقیقی معنی میں عالم دماغ کی بے حد ضرورت ہے ان کی کثرت تو نئی نسل ہی پیدا کر سکتی ہے۔ جو لوگ حصولِ علم سے فارغ ہو چکے ہیں وہ تو علم کے میدان میں تعداد کے لحاظ سے زیادتی نہیں کر سکتے۔ یہ درست ہے کہ وہ اپنا علم بڑھاتے ہیں ہمارے سامنے نئی سے نئی کتابیں آتی ہیں ہمارے پرانے مبلغ بھی ان کو پڑھتے ہیں اور میں نے بتایا ہے کہ انسان مرتے دم تک علم سیکھتا ہے لیکن تعداد نئی نسل نے ہی ہمیں دینی ہے پرانی نسل ہماری تعداد کو نہیں بڑھا سکتی۔ ان کے علم بڑھ جائیں گے اور بڑھ رہے ہیں لیکن یہ کہ سو کی بجائے پانچ سو مبلغ میدان عمل میں آجائے یہ تعداد ہمارا نوجوان ہی بڑھا سکتا ہے تم دعائیں

کرو، دعائیں کرو کہ بشمولیت آپ میں سے ہر ایک کے اللہ تعالیٰ ایسے نوجوان کے دل اس طرف پھیرے کہ جو اُس کی خاطر قربانی دے کر علوم حاصل کر کے اس کے نام کو بلند کرنے کے لئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دُنیا تک پہنچانے کے لئے مبلغ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے علموں میں بھی زیادتی کرے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات کے متعلق قرآن کریم میں علوم کا جو خزانہ بیان کیا ہے اور جو ہمارے سامنے مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج رکھا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے پڑھنے اور اس کے سمجھنے اور اس کے مطابق اپنی ذمّہ داریوں کو نباہنے کی توفیق بھی دے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شان اور آپ کا جو مرتبہ اور آپ کی جو جلالت ہے خدا تعالیٰ ہمیں اس کو سمجھنے کی بھی توفیق دے اور اس عظمت وشان کو اپنے دلوں میں محفوظ کرتے ہوئے ہمارے دل اس جذبہ سے معمور ہوں کہ ہم نے اس پیارے اور محبوب آقا ومطاع کی اتباع کرنی ہے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور پیار کو حاصل کرنے والے ہوں۔

علموں کے میدان میں آگے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ ''علموں'' میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بہت سارے علوم یعنی سائنسز ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرتا ہے نسبتی لحاظ سے آج آپ دوسروں سے آگے نکل رہے ہیں لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے، میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو جتنے ذہن دیئے ہیں کچھ اپنی غفلت کے نتیجہ میں اور کچھ اپنے ماحول کی غفلت کے نتیجہ میں، سارے کے سارے پنپ نہیں رہے ترقی نہیں کر رہے نشوونما نہیں حاصل کر رہے۔ میں نے اعلان کیا اور بار بار اعلان کیا کہ جو اچھا دماغ ہے اگر وہ جماعت کے علم میں آجائے میرے علم میں آجائے تو ایک سیکنڈ کے لئے بھی کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ یہ ضائع ہو جائے اس کے لئے پیسے کہاں سے لائیں بلکہ اس کے لئے ہم فوری انتظام کرنے کے لئے سوچتے ہیں اور خدا تعالیٰ ہی انتظام کرتا ہے وہی دینے والا ہے لیکن میں یہ وضاحت کر دوں کہ جماعت تنگی ترشی سے اور جس طرح بھی ہو سکے ان کی نشوونما کے لئے ہر قسم کی قربانی دے کر انتظام کرے گی وہ اعلیٰ دماغ ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہر آدمی اپنے متعلق بہت کچھ حسن ظنی بھی کرتا ہے مثلاً ایک دفعہ ایک تھرڈ ڈویژن کے لڑکے نے لکھا کہ میں نے بڑی

اچھی تھرڈ ڈویژن میں فلاں کورس پاس کیا ہے میرے لئے آگے پڑھائی کا انتظام کر دیں۔اس کے لئے تھرڈ ڈویژن ہی بڑی اچھی تھرڈ ڈویژن بن جاتی ہے کوئی بڑی اچھی سیکنڈ ڈویژن میں پاس کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے لئے آگے پڑھائی کا انتظام کرو یا وظیفے کا انتظام کرو یا باہر بھجوا دو۔ایسے بھی ہیں چنانچہ میرے ذہن میں جو مثال آئی ہے وہ لڑکا کہے گا کہ میں نے بہت اچھی تو نہیں درمیانے درجے کی سیکنڈ ڈویژن کی ہے لیکن بہت اچھی ہے یہ بھی اس واسطے بیرون ملک میری پڑھائی کا انتظام کر کے جماعت کئی ہزار روپیہ مجھ پر خرچ کرے۔ایسے لوگوں کو تو میں کہا کرتا ہوں کہ جس وقت اچھی فرسٹ ڈویژن والوں سے ہم فارغ ہو جائیں گے۔ اس وقت ہم عام فرسٹ ڈویژن والوں کی طرف توجہ کرسکیں گے اور جب ہم ان سے فارغ ہو جائیں گے پھر ہم سیکنڈ ڈویژن والوں کی طرف توجہ کر سکتے ہیں ورنہ تو یہ ظلم ہے کہ جو اچھی فرسٹ ڈویژن والا ہے اس کی مدد کو تو خدا تعالیٰ کی جماعت نہ پہنچے اور جو بڑے اچھے نمبر لے کر درمیانے درجے کی سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہوا ہے اس پر پیسے خرچ کرنے شروع کر دے یہ تو معقول بات نہیں ہے۔ بہرحال جب میرے سامنے ذہین طالب علم آتے ہیں تو میں یہ سوچتا بھی نہیں کہ کہاں سے اور کس مد سے ان کا خرچ برداشت کیا جائے گا بلکہ جس وقت ایسا طالب علم میرے سامنے آتا ہے تو میں اس کو کہا کرتا ہوں کہ تم جا کر داخل ہو جاؤ۔اگر مثلاً اس نے بڑی اچھی فرسٹ ڈویژن لے کر انٹرمیڈیٹ پری میڈیکل کیا ہے تو میں اسے کہتا ہوں کہ میڈیکل کالج میں داخل ہو جاؤ اور وہ میرے پاس یہ بات لے کر پہنچا ہوتا ہے کہ جی میرے گھر کے حالات ایسے ہیں کہ میں آگے پڑھ ہی نہیں سکتا۔تو چند سیکنڈ تک تو وہ سمجھ ہی نہیں سکتا کہ میرے منہ سے کیا بات نکل گئی۔ وہ حیران ہو کر میرے منہ کو دیکھتا ہے کہ میں تو ان کو کہہ رہا ہوں کہ میں غریب ہوں آگے داخل نہیں ہوسکتا اور یہ مجھے کہہ رہے ہیں کہ جا کر داخل ہو جاؤ۔ تو اکثر ایسا بچہ ذہین ہی ہوتا ہے نا۔ چنانچہ چند سیکنڈ کے بعد اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوتی ہے اور پھر وہ سمجھ جاتا ہے لیکن ایک دو واقعات ایسے بھی ہوئے ہیں کہ وہ نہیں سمجھے پھر مجھے کہنا پڑا کہ جب میں کہہ رہا ہوں کہ جا کر داخل ہو جاؤ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ میرے ذریعے تمہاری پڑھائی کا انتظام کر دے گا اس لئے تمہیں کس چیز کی فکر ہے۔تاہم اکثر بچے سمجھ

جاتے ہیں کہ ان کا کیا مطلب ہے لیکن میں یہ بتا دوں کہ جو سیکنڈ ڈویژن والے اور اچھی تھرڈ ڈویژن والے ہیں ابھی ہم ان کو نہیں سنبھال سکتے۔ اس وقت تو جو اچھی فرسٹ ڈویژن والے ہیں ان کو سنبھالنا ضروری ہے مثلاً ایک بچہ ۷۲۵ نمبر لے کر آ جاتا ہے کہ آگے نہیں پڑھ سکتا ۷۵۰ نمبر والا آ جاتا ہے کہ آگے نہیں پڑھ سکتا کیسے نہیں پڑھ سکتے! اگر تم جماعت احمدیہ کے فرد ہو اور امام جماعت نے کہا ہے کہ تم آگے پڑھو گے تو تم کیسے نہیں پڑھ سکتے؟ پڑھو گے! چنانچہ کئی لڑکے باہر بھی گئے خدا نے ہمیں بڑے اچھے دماغ دیئے ہیں وہ غیر ملکوں میں گئے اور اُنہوں نے بڑا Shine کیا۔

ہمارا احمدی نوجوان بڑا عزتِ نفس والا ہے جن کو ضرورت نہیں ہوتی وہ بالکل نہیں مانگتے۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے یہاں ایک بڑا غریب لڑکا تھا۔ مجھے اس بچے پر بڑا پیار آیا۔ ایک دن وہ گردن نیچی کر کے جا رہا تھا غریبانہ کپڑوں میں ملبوس اور کسی قدر Under nourished تھا یعنی اس کو پوری طرح غذا نہیں مل رہی تھی میں نے اس کو دیکھا تو مجھے خیال آیا اور میں نے اس کو علیحدگی میں بلا کر کہا کہ تمہیں کوئی ضرورت ہو تو مجھے بتا دو۔ استاد بھی باپ کی طرح ہی ہوتا ہے اس لئے شرمانے کی بات نہیں ہے۔ تو وہ غریب بچہ مجھے کہنے لگا کہ مجھے تو کسی چیز کی ضرورت نہیں، رشتہ داروں کے ہاں رہتا ہوں ان کے ساتھ کھانا کھاتا ہوں اور بڑے اچھے کپڑے ہیں میرے پاس (اور اس کے کپڑے بڑے غریبانہ تھے) البتہ چند ماہ تک بی۔ ایس۔ سی کا داخلہ بھیجنا ہوگا وہ میں نہیں بھیج سکتا۔ شاید دو سو روپے یا کم و بیش داخلہ تھا صحیح تو میرے علم میں نہیں ہے۔ تو حالت اس کی یہ تھی، اتنا غریب لڑکا تھا کہ وہ داخلہ نہیں بھیج سکتا تھا لیکن ویسے مانگنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ پس بڑے اچھے، عزت نفس رکھنے والے ذہین بچے ہیں۔ جماعت کو میں یہ کہوں گا کہ اگر کوئی ایسا بچہ چھپا ہوا ہے تو اس کو نکالو اور آگے پڑھاؤ وہ تو ہیرے ہیں ہیروں سے زیادہ ان کی قیمت ہے۔ ان کو نظر انداز کرنا خدا تعالیٰ کی ناشکری ہے اس نعمت پر خدا تعالیٰ کا شکر ہم اسی طرح ادا کر سکتے ہیں کہ اس بچے کو ہم کہیں کہ تجھے ضائع نہیں ہونے دیں گے وہ پڑھیں اور دُنیا میں ترقی کریں وہ واقفین زندگی تو نہیں ہوں گے مثلاً جو ڈاکٹر بنے گا وہ اپنے میدان میں ترقی کرے گا مختلف سائنسز ہیں کوئی نیوکلیئر فزکس میں جانے والے ہیں۔ بڑے

بڑے ہوشیار طالب علم ہیں۔ یہ بڑا لمبا قصہ ہے اشاروں میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ آپ لوگ خداتعالیٰ کا شکر ادا کریں اس کی ذات بڑی رحمتیں کرنے والی ہے۔خداتعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم ہمیشہ اس کے شکر گزار بندے بنے رہیں اور اس کے فضلوں کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرتے رہیں۔

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)